شہری

برائے بہتر ماحول

اکتوبر سے دسمبر ۱۹۹۹ء

SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو' وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔۔۔ مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر

- شہری افزائش کے معیارات
- تعمیراتی ماحول کا تحفظ
- ہجوم میں ایک تنہا فنکار کی موت
- شہری منصوبہ بندی کے قوانین

موثر بلدیاتی حاکمیت وقت کی ضرورت ہے

ریحانہ افتخار

کراچی گزشتہ دو عشروں سے ایک شدید بحران سے دوچار ہے ایک طرف تو بنیادی شہری سہولتوں کے فقدان نے شہریوں کو انتہائی اہم ضرورتوں سے محروم کردیا ہے ہر طرف پانی کے لئے ہاہاکار مچی ہوئی ہے' بجلی کی لوڈشیڈنگ کے ساتھ ساتھ اب گیس کی لوڈشیڈنگ بھی ہونے لگی ہے' پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام بھی ابتر ہے' دوسری طرف امن و امان کا مسئلہ ہے' چوری' ڈکیتی اور کاریں چھیننے کے واقعات میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں عام آدمی کی خواہش ہے کہ موثر بلدیاتی حاکمیت قائم ہو تاکہ ان کے مسائل حل ہونے کی کوئی صورت نکلے' لیکن یہ کام کیسے ہو؟

گزشتہ دنوں شہری سی بی ای نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے "موثر بلدیاتی/میٹروپولیٹن حاکمیت کے لئے حکمت عملی" پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس سے مرزا جواد بیگ' قیصر بنگالی اور ڈاکٹر نعمان احمد نے خطاب کیا۔ وفاقی وزیر برائے بلدیات اور محنت جناب عمر اصغر خان مہمان خصوصی تھے۔

جناب عمر اصغر خان نے اس موقع پر کہا کہ حکومت آئندہ دو ماہ میں اختیارات کی تقسیم' بلدیاتی اداروں کی تقویت کے لئے آئینی اصلاحات اداروں کی مضبوطی' آزاد خودمختار الیکشن کمیشن' اسمبلیوں و انتخابی حلقوں کی حدبندی اور ہر سطح پر سرکاری معاملات کے بارے میں اطلاعات تک عوام کی پہنچ کے بارے میں سفارشات کا پیکج لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ سرکاری حلقوں میں یہ خیالات پائے جاتے ہیں کہ انتخاب مستقل نہیں ہوتا اور ا بدل کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔ ہمیں نچلی سطح تک اختیارات کی تقسیم کرنی ہوگی۔ اختیارات کا چند ہاتھوں میں ارتکاز نامناسب ہے آزادی کے بعد اختیارات زیادہ تر فوج' بااثر طبقے اور نوکرشاہی کے ہاتھوں میں رہے۔ لیکن اب فوج کے نقطہ نظر میں تبدیلی محسوس کی جاسکتی ہے۔ اس کی وجہ ملک کے اندرونی حالات اور علاقے کی صورتحال ہے۔

جناب خان نے کہا کہ مجھ پر یہ اعتراض ہے کہ میں نے ایک غیرمنتخب حکومت میں شمولیت کیوں اختیار کی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیف ایگزیکٹو کا دہ سات نکاتی پروگرام میری سوچ کے نزدیک تر ہے اس لئے میں نے حکومت میں

وفاقی وزیر جناب عمر اصغر خان' قیصر بنگالی' جناب عارف حسن' نجمہ صادق اور دیگر شرکاء

شہری

بی 206 بلاک 2- پی ای سی ایچ ایس
کراچی- پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646

E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : رعنا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : ڈاکٹر ریبیڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
[illegible] : حلیف ایس اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کوآرڈی نیٹر : سرمنصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آذر زوبی، عمیر الرحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : عمیر الرحمٰن، محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، ڈاکٹر ریبیڈی سوزا، خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
[illegible] پاک معاشرہ: نوید حسین، قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے- اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے-
ایڈیٹر اور ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں-

لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ یو اے اے
پروڈکشن : انٹرلنک کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

شرکت کی ہے- پھر چیف ایگزیکٹو نے یہ بھی کہا ہے کہ سیاست میں مذہب کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی- ان کی اس بات نے بھی مجھے بہت متاثر کیا ہے-

جناب عمر اصغر نے یہ بھی کہا کہ حکومت کسی بھی منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے معاشرے کے مختلف طبقوں سے بات چیت کرنا چاہتی ہے- ان کے خیالات جاننے پر یقین رکھتی ہے- بلدیاتی حاکمیت کے لئے بھی حکومت باہمی افہام تفہیم کے بعد ایک پیکیج لانے کا ارادہ رکھتی ہے- لیکن صورتحال خاصی گمبھیر ہے اس لئے تمام باشعور اور ذی شعور افراد کو جوش و جذبے کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایک شہری معاشرے کا قیام عمل میں آسکے- یہ ہم سبھی کے لئے بہت ہی مشکل کام ہے ایک چیلنج ہے-

اس سے پہلے مرزا جواد نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ بات عجیب سی نظر آتی ہے کہ فوجی حکومتوں نے کسی نہ کسی طرح بلدیاتی اداروں کو قائم کیا لیکن منتخب سیاسی حکومتوں نے بلدیاتی اداروں کو کام کرنے سے روکا ہے- جواد صاحب وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے میٹروپولیٹن حکومت کا خیال سب سے پہلے پیش کیا- یہ مرحوم بھٹو کی حکومت کا دور تھا- انہیں پابند سلاسل کردیا گیا تھا بعد میں سپریم کورٹ کے حکم پر انہیں رہائی نصیب ہوئی تھی-

مرزا جواد نے میٹروپولیٹن حکومت کے انتظامی اور معاشی اختیارات کے بارے میں کھل کر بات کی اور کہا کہ ٹرانسپورٹ، تعلیم، صحت، پانی کی فراہمی اور نکاس اور دیگر بلدیاتی امور بلدیاتی حکومتوں کے سپرد ہونے چاہئیں- انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ سیاستدان میٹروپولیٹن حکومت کے خلاف ہیں

باقی صفحہ ۲۴ پر

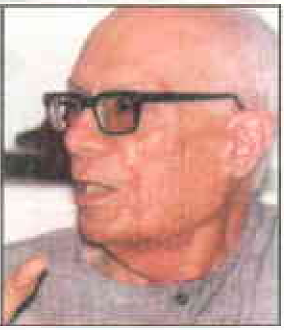
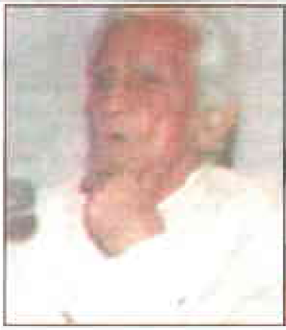

دو عظیم ہستیوں کی یاد میں

چند ہفتوں کے فرق سے بچپن کے دو دوست ایک دوسرے کے آگے پیچھے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے پیچھے لاتعداد مداحوں اور اپنے پیروکاروں کو سوگوار چھوڑ گئے- ان جانے والی روحوں کی انتھک کوششوں کی بدولت جن کی زندگی اپنے کام کے منتخب میدانوں میں ہمیشہ کے لئے تبدیل ہوگئی- یہ شخصیات ڈاکٹر اختر حمید خان اور پروفیسر کرار حسین کی تھیں-

یہ دونوں اموات ضرورت کی اس گھڑی میں قوم کے لئے ایک زبردست نقصان سے کم نہیں ہیں- جب ایک قوم ظلم، جبر و استبداد، انحطاط اور اداروں کے دیوالیہ پن سے دوچار ہو تو حوصلے، مستقل مزاجی اور دوراندیشی سے سرفراز افراد اپنے مقاصد کی نیکی کی بدولت قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ بن جاتے ہیں ڈاکٹر خان اور پروفیسر کرار حسین ایسے ہی افراد تھے-

انہوں نے ذہنوں میں ایک خاموش انقلاب لانے کی سعی و کوشش کی- انہوں نے اپنی مدد آپ، ایمانداری، سخت محنت اور انسانی وقار کی اقدار سکھائیں- وہ تبدیلی کے لئے کسی مسیحا کے انتظار کرنے کی ہماری عادت کے سخت خلاف تھے- وہ خود کو بہتر بنانے اور کمیونٹی کی ترقی کی اہمیت پر زور دیتے تھے- وہ اس لحاظ سے منفرد تھے کہ انہوں نے اپنے ذہنی ذرائع اور قابلیت و دانشمندی کی سرمایہ کاری اپنے کام کے میدانوں میں کی- ہماری پاک سرزمین میں جنہیں بہت کم ترجیح و اہمیت دی جاتی ہے- مثلاً تعلیم اور سماجی فلاح و بہبود- وہ بڑی آسانی سے اپنی جیبوں کو لوٹ مار کی اشیاء سے بھر سکتے تھے- یہ کام اس سرزمین پر بڑی آسانی سے ہوتا ہے- لیکن انہوں نے اس کی بجائے سادہ زندگی کا انتخاب کیا جو صرف ان کے شریفانہ بلند مقاصد کے جوش و جذبہ و سرگرمی سے پر تھیں- ان کا واحد ورثہ وہ عظیم اور قائم رہنے والی تبدیلیاں ہیں جو وہ ان لوگوں کے ذہنوں اور زندگیوں میں لائے جو اتنے خوش قسمت تھے کہ ان کے کام سے مستفیض ہوئے- ہم اپنے عہد کی ان دیوقامت شخصیات کو الوداع کہتے ہیں-

قاضی فائز عیسیٰ

Balancing the scales

شہری افزائش کے معیارات کی تعریف

سپریم کورٹ نے اپنے دو اہم فیصلوں (گلاس ٹاورز اور کوسٹالیونا کے مقدمات) میں منصوبہ بندی کے تحت شہری نشوونما کی اہمیت پر زور دیا ہے تاکہ حیاتی ماحول کا تحفظ کیا جاسکے' قاضی فائز عیسی نے شہر میں شہری ترقی کے عمل کے پس منظر میں ان منصوبوں کا تجزیہ کیا ہے

کوسٹالیونا کیس نے کیا طے کیا ہے؟

اردشیر کاؤس جی اور دیگر بمقابلہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی ۱۹۹۶ء کی سول اپیل نمبر ۱۸۸۸ء

مختصر حقائق

کوسٹالیونا کے نام سے مشہور ایک عمارت باغ ابن قاسم کلفٹن میں بحیرہ عرب کے رخ پر تعمیر کی گئی۔ یہ جگہ ایک گھومنے والے ریسٹورنٹ کو تعمیر کرنے کے لئے مخصوص تھی لیکن اسے فلیٹ سائٹ میں تبدیل کرایا گیا تاکہ یہاں پندرہ منزلہ ایک عمارت تعمیر کی جاسکے۔ زمین کے استعمال کی اس تبدیلی نے عوامی فلاح بہبود کا درد رکھنے والے شہریوں کو پریشان کردیا۔ چنانچہ انہوں نے ہائیکورٹ میں ایک آئینی پٹیشن دائر کی۔ یہ معاملہ پھر اپیل کی صورت میں سپریم کورٹ میں پہنچا جس کا فیصلہ پانچ معزز ججوں پر مشتمل بینچ نے کیا۔ پاکستان کے چیف جسٹس نے فیصلہ تحریر کیا۔

زمین کے مخصوص استعمال کو صرف مجوزہ طریقہ کار پر عمل کرکے ہی تبدیل کیا جاسکتا ہے

یہ کام صرف اسی وقت ہوسکتا ہے جب لوگوں سے اعتراضات طلب کیے جائیں۔ اہم لوگوں سے اس سلسلے میں صلاح مشورہ کیا جائے اور ان کی روشنی میں حکومت کو سفارشات مرتب کرکے پیش کی جائیں۔ سپریم کورٹ نے اپنے حکم میں تحریر کیا۔

زونل پلان اسکیم میں ذہن کے استعمال کو شق نمبر۳ کے تحت ظاہر کیا گیا ہے اگر کوئی شخص کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی نمبر۷ ۱۹۵ کی دفعہ نمبر۴۰ کی شق نمبر۴ کے تحت کسی زمین کو مذکورہ استعمال کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنے کا خواہشمند ہے تو وہ ادارہ ترقیات کراچی کو درخواست دے سکتا ہے۔ ادارہ عوام کی رائے طلب کرسکتی ہے اور اس سے متاثر ہونے والے افراد کو نوٹس جاری کرسکتا ہے۔

اس درخواست کی وصولی پر کمشنر عوام سے اس سلسلے میں اعتراضات طلب کرنے کے لئے نوٹس مشتہر کریں گے جو انگریزی اور علاقائی زبان کے ایک بڑے روزنامہ اخبار میں شائع ہوگا۔ اگر اعتراضات ہوں تو نوٹس شائع ہونے کے ۳۰ دن کے اندر کمشنر کو پیش کیے جائیں۔ اس کے بعد کمشنر اپنی سفارشات درخواست اور دیگر متعلقہ کاغذات حکومت کے سامنے حکم جاری کرنے کے لئے پیش کرنے کے پابند ہیں۔

سپریم کورٹ کے مطابق زمین کے استعمال کی تبدیلی اس وقت تک ممنوع ہے جب تک مجوزہ طریقہ کار پر عمل نہ کیا جائے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسی تبدیلیوں کے لئے عوامی اعتراضات خود مالک طلب کرتا ہے اور یہ بات قانون اور سپریم کورٹ کے اس فیصلے سے مطابقت نہیں رکھتی۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ تبدیلی کے لئے مجوزہ مکمل جواز تو پیش کیا جائے وہاں تو کوئی جواز ہی نہیں دیا جاتا۔ کراچی بلڈنگ اور ٹاؤن پلاننگ ریگولیشن حصہ دوم شیڈول ڈی کی شق نمبر۴۔بی کے مطابق دیگر چیزوں کی جانچ پڑتال کے ساتھ علاقے کی پلاننگ اطراف میں موجود تجارتی

سہولتیں، سڑکوں کی چوڑائی، ٹریفک کا بہاؤ اور دیگر عوامل کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا اس کے ساتھ ساتھ کمشنر کا اپنی سفارشات پیش کرنے سے پہلے متعلقہ اتھارٹی اور ماسٹر پلان، ماحولیاتی کنٹرول ڈپارٹمنٹ سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ متعلقہ اتھارٹی اور ماسٹر پلان ماحولیاتی کنٹرول کی منظوری ابتدائی ہے۔

نجی پارٹیاں تعمیراتی قوانین کے نفاذ کے لئے عدالت سے رجوع کرسکتی ہیں

نجی پارٹیوں کی جانب سے اپیل دائر کی گئی تو یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا وہ اپیل دائر کرنے کی حیثیت رکھتے ہیں؟ سپریم کورٹ نے اپنے حکم میں تحریر کیا کہ "یہ پارک ایسی جگہ واقع ہے کہ ہمارے خیال میں دوردراز کے علاقے مثلاً لیاری کوارٹر کا رہائشی بھی یہ آئینی پٹیشن دائر کرسکتا تھا۔ اس سلسلے میں مسماۃ سردار بیگم فاروقی اور دوسرے چھ افراد بمقابلہ راشدہ خاتون اور دوسرے دو افراد (۱۹۹۰ء سی ایل سی ۸۳ متعلقہ صفحہ ۹۱) کے مقدمے کے فیصلے کے پیرا ۱۵۱ کا حوالہ دیا جاسکتا ہے سندھ ہائیکورٹ کی ڈویژن بینچ نے صادر کیا تھا جس میں ہم میں سے ایک اجمل میاں چیف جسٹس پاکستان ایک فریق تھے اور یہ فیصلہ انہوں نے ہی لکھا تھا جو مندرجہ ذیل ہے۔

"یہ فوری مقدمہ عوامی مفاد کے مقدمے کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ عوام کی ایک بڑی تعداد اس بات کو یقینی بنانے میں دلچسپی رکھتی ہے کہ عدالت کے فیصلے کا غلط استعمال کرتے ہوئے بلڈنگ کنٹرول قوانین اور آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیرات نہ کی جائیں۔ اس عدالت کی مداخلت کراچی میں جاری اس مذکورہ غیرقانونی عمل کی حوصلہ شکنی کرے گی"۔

اگر کسی فرد کو آسائشی و تفریحی پلاٹ کو استعمال کرنے سے محروم کیا جاسکتا ہے (اس مقدمے میں یہ ایک پارک ہے) تو یہ آئینی بنیادی حقوق سے محروم کردینے کے مترادف ہے۔

ہمارے خیال میں اپیل کنندگان کو یہ پارک تمام سہولتوں کے ساتھ استعمال کرنے کا حق حاصل ہے جیساکہ یہ کے ڈی اے اسکیم نمبر۵ کے تحت منظور کیا گیا ہے۔ پارک کے استعمال میں زندگی سے لطف اندوز ہونا بھی شامل ہے۔ جس کا تذکرہ آئین کی دفعہ ۹ میں کیا گیا ہے جس کی تشریح اس عدالت نے مذکورہ بالا فیصلے میں کی ہے۔ یہ فیصلہ مسماۃ شہلا ضیاء بمقابلہ واپڈا (پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء) سپریم کورٹ ۶۹۳ میں دیا گیا تھا۔ چنانچہ اپیل کنندگان کو یہ حق حاصل ہے کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ متعلقہ حکام پلاٹ کے حوالے سے پلان کی منظوری نہ دیں جو قوانین قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی ہوسکتی ہے اور یہ انہیں زندگی سے لطف اندوز ہونے کے ان کے حق سے محروم کردے گا۔

دفاع کے ذریعے قانونی عذر، جواب دعویٰ کوئی ایسا شخص داخل نہیں کراسکتا جس کا کردار ایمانداری پر مبنی نہ ہو

لیکن پلان کو کسی نہ کسی طرح منظور کرالیا گیا یہ کام مناسب طریقہ کار کے تحت نہیں ہوا بلکہ یہ اس وقت کے وزیراعلیٰ کے اثر و رسوخ کے باعث ممکن ہوسکا۔ مندرجہ بالا حقائق کے پس منظر میں یہ مدعلیہ نمبر۵ کے لئے منظوری کی درخواست دینے کے لئے کھلی نہیں ہے۔ مذکورہ درخواست ایک مدعلیہ اسی وقت کرسکتا ہے جب وہ خلوص نیت سے کام کرے اور اس یقین کے ساتھ کرے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ قانونی اور مناسب ہے اور وہ خود مدد کے لئے دہائی نہیں دے سکتا جو ابتداء سے ہی یہ جانتا ہو کہ اس نے جو کچھ کیا وہ محض اس کی ملی بھگت کا نتیجہ اور قانون کے خلاف ہے۔

اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے

پاکستان کی سپریم کورٹ نے تعمیراتی معاملات سے متعلق مختلف قوانین کی وضاحت و تشریح کی ہے اور دیئے گئے فیصلوں میں ایسے قوانین کو دیکھا گیا اور تفصیل سے ان کی صراحت کی گئی۔ حال ہی میں چند زیادہ متعلقہ مقدمات کا فیصلہ ہوا جو درج ذیل ہیں۔

1- مسماۃ فیروزہ حاجیانی بمقابلہ عبدالرزاق
1992ء ایم ایل ڈی 527

2- عبدالرزاق بمقابلہ کے بی سی اے
پی ایل ڈی 1994ء سپریم کورٹ 512

3- بیگم سعیدہ قاضی عیسیٰ بمقابلہ کوئٹہ میونسپل کارپوریشن
پی ایل ڈی 1997ء کوئٹہ 1

4- افضل خان بمقابلہ کے ڈی اے
پی ایل ڈی 1998ء کراچی 283

5- سردار بیگم فاروقی بمقابلہ راشدہ خاتون
1990ء سی ایل سی

6- سلیمان اللہ بمقابلہ کے بی سی اے
1990ء سی ایل سی 448

7- کے بی سی اے بمقابلہ ہاشوانی سیلز اینڈ سروسز لمیٹڈ
پی ایل ڈی 1993ء سپریم کورٹ 210

8- محمد اسلم گنا بمقابلہ کے بی سی اے
1998ء ایم ایل ڈی 544

9- ایکس بلڈرز بمقابلہ اردشیر کاؤس جی
اردشیر کاؤس جی بمقابلہ حکومت سندھ
1998ء کی سول اپیل نمبر 756 اور 757

10- اردشیر کاؤس جی بمقابلہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی
1996ء کی سول اپیل نمبر 1888

اگر قانون کی خلاف ورزی ہو تو تیسرے فریق کے حقوق تخلیق نہیں کئے جاسکتے

حالیہ مقدمے میں مجوزہ عمارت مکمل نہیں کی گئی ہے لیکن عوام کے احتجاج کے باوجود کچھ تعمیراتی کام ہوا ہے۔ تیسرا یہ ہے مجوزہ عمارت کا یہ حصہ بھی اس آئینی پٹیشن کے دائر کرنے کے بعد تعمیر ہوا ہے۔ لہٰذا اس مقدمے میں Lis Pendent کے اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی تیسرا فریق مقدمے کے نتیجے کا پابند ہوگا اس سلسلے میں مندرجہ مقدموں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

کرم الٰہی بمقابلہ آبادکاری و بحالی/ کمشنر (زمین) (۱۹۷۹ء ایس سی ایم آر ۱۴۳)

متروکہ زمینوں کے حوالے سے مقدمہ بازی کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ ایک ہی زمین دوسرے فرد کے نام بھی منتقل کردی گئی۔ آخر کار منتقل کی گئی زمین کو تنسیخ کیا گیا اور یہ دیکھا گیا کہ اس مقدمے میں مدعلیہ نے Lis Pendent کے اصول کو متاثر کیا چنانچہ وہ مقدمے کے کسی بھی فیصلے کا پابند ہوگا۔

امان انٹرپرائزز بمقابلہ رحیم انڈسٹریز پاکستان لمیٹڈ (پی ایل ڈی ۱۹۹۳ء ایس سی ۲۹۲)

مندرجہ بالا مقدمہ میں اس عدالت نے ہائیکورٹ کے فیصلے کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس بنیاد پر خصوصی کارکردگی کے ریلیف سے انکار کیا کہ متنازعہ جائداد ایک تیسرے فریق کو فروخت کردی گئی تھی چنانچہ Lis Pendent کا اصول

اردشیر کاؤس جی

یہ کام صرف اس وقت ہوسکتا ہے جب لوگوں سے اعتراضات طلب کئے جائیں' اس سلسلے میں اہم لوگوں سے مشورے کئے جائیں اور ان کی روشنی میں سفارشات مرتب کرکے حکومت کو پیش کی جائیں

اگلے خریدار پر پوری طرح نافذ ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ انتظامیہ سے متذکرہ جائداد کے بارے میں معلومات حاصل کرلیتا کہ اصل مالک کون ہے اور یہ کس کی اجازت سے فروخت کی جاسکتی ہے تو اسے معلوم ہو جاتا کہ فروخت کا معاہدہ اپیل کنندہ/ پہلے خریدار اور مدعلیہ فروخت کنندہ کے درمیان موجود ہے۔ چنانچہ اپیل کنندہ/ پہلا خریدار فروخت کے معاہدے کی خصوصی کارکردگی کے لئے فیصلے کا حقدار ہے۔

مذکورہ رپورٹوں کا موجودہ مقدمہ پر پوری طرح نفاذ ہوتا ہے تیسرے فریق مدعلیہ نمبر۵ کے خلاف ایکشن کی وجہ رکھ سکتے ہیں لیکن وہ عوام کے حق کو شکست نہیں دے سکتے۔

قواعد و ضوابط کے برخلاف کوئی کام باضابطہ و باقاعدہ نہیں ہوسکتا

عبدالرزاق کے مقدمے میں یہ عدالت سمجھتی ہے کہ باقاعدہ و باضابطہ کا اختیار عملی ہے اور یہ عمل اسی وقت ہوسکتا ہے جب بے قاعدگی کی نوعیت اصل مجوزہ تعمیر کی اصل روح یا صورت تبدیل نہ کردے۔ نہ ہی تیسرے فریق نے حقوق/ مفادات پر برے اثرات ڈالے۔ یہ عدالت یہ بھی سمجھتی ہے کہ جدید شہری منصوبہ بندی کا بلند و بالا مقصد شہر کے باسیوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرکے زیادہ سے زیادہ آرام و آسائش کو یقینی بنانا ہے۔ اور ایک عوامی خادم کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ مقصد حاصل کرلے۔ وہ ایسا رویہ اختیار نہیں کرسکتا جس سے مذکورہ بالا مقصد کو شکست کا سامنا ہو۔ عدالت مزید یہ سمجھتی ہے کہ پلان شدہ اسکیموں سے انحراف کا فطری نتیجہ دوسروں کی بے آرامی اور تکلیف کی صورت میں نکلے گا۔ عدالت یہ سمجھتی ہے کہ ایک رہائشی اسکیم بنانے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ زمین ہموار کرکے پلاٹ بنا دیئے جائیں۔ اس میں کافی پانی' بجلی' گیس' سیوریج لائنوں' سڑکوں اور شاہراہوں وغیرہ کی فراہمی بھی شامل ہے اور اگر ایک رہائشی اسکیم اس مفروضہ پر بنائی گئی ہے کہ وہاں صرف دو منزلہ مکانات ہوں گے لیکن پھر پلاٹ لینے والوں کو حقیقتاً کثرت منزلہ عمارات کی تعمیر کی اجازت دے دی گئی تو مذکورہ اقدام عوامی خدمات کی ضروریات کے لئے ناکافی ثابت ہوگا۔ جس کا نتیجہ اس اسکیم میں رہنے والے فرد کو بھگتنا ہوگا۔ کراچی شہر میں رہنے والوں کی تکالیف و پریشانیوں کو کم کرنے کے لئے عوامی حکام کو مثلاً اتھارٹی کو قواعد و ضوابط کی پیروی کرنی ہوگی۔

ایک رہائشی یا کسی بھی اسکیم میں ردوبدل نہیں ہوسکتا

ایک مرتبہ کوئی اسکیم بن جاتی ہے تو اس میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل نہیں کیا جاسکتا ردوبدل صرف عوام کے مفاد میں ہی ہوسکتا ہے کسی ایک فرد کے فائدے کے لئے نہیں کہ دوسرے لوگوں کی قیمت پر اسے فائدہ نہیں پہنچایا جاسکتا۔

باقاعدہ و باضابطہ بنانے کے اختیارات عملی ہیں اور انہیں اس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ اسی وقت استعمال ہوسکتے ہیں جب بے قاعدگی کی نوعیت اصل مجوزہ تعمیر کی روح یا صورت تبدیل نہ کرے۔

قواعد و ضوابط کی ہر خلاف ورزی سے نمٹنے کے لئے حکومت یا اتھارٹی آرڈی نینس کے تحت پوری طرح آزاد نہیں ہیں۔ قواعد و ضوابط پر عملدرآمد عوام کے فائدے و مفاد کے لئے ہونا چاہئے۔ کسی ایک فرد کے فائدے کے لئے نہیں۔ سادہ سی حقیقت یہ ہے کہ کراچی کی آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور صورتحال کے تقاضے کے مطابق دو منزلہ مکانات کے علاوہ بلند و بالا عمارات کی اجازت تو دی گئی لیکن ضرورت کے مطابق پانی، بجلی، گیس، سیوریج لائنیں، سڑکیں اور شاہراہیں وغیرہ مہیا نہیں کی گئیں۔

ملٹی لائن ایسوسی ایٹس کیس مندرجہ حد تک مسترد کیا گیا

ملٹی لائن ایسوسی ایٹس بمقابلہ اردشیر کاؤس جی اور دیگر (پی ایل ڈی ۱۹۹۵ء ایس سی ۴۲۳) کے مقدمے کے فیصلے اور عبدالرزاق بمقابلہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اور دیگر (پی ایل ڈی ۱۹۹۴ء ایس سی ۵۱۲) کے فیصلے میں ایک حد تک تضاد موجود ہے یہ درست قانونی حیثیت کا عکاس نہیں ہے اس لئے اسے اس حد تک مسترد کیا جاتا ہے۔

گلاس ٹاورز مقدمہ کیا فیصلہ کرتا ہے؟

میسرز ایکسل بلڈرز اور دیگر بمقابلہ اردشیر کاؤس جی اور دیگر۔
۱۹۹۸ء کی سول اپیل نمبر ۷۵۶
اردشیر کاؤس جی اور دیگر بمقابلہ حکومت سندھ اور دیگر ۱۹۹۸ء کی سول اپیل نمبر ۷۵۷

مختصر حقائق

آزادی کے بعد اختیارات زیادہ تر فوج، بااثر طبقے اور نوکرشاہی کے ہاتھوں میں رہے، لیکن اب فوج کے نقطہ نظر میں تبدیلی محسوس کی جاسکتی ہے

کراچی میں کلفٹن روڈ پر گلاس ٹاورز کے نام سے ایک عمارت بلڈنگ قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کی گئی۔ ایک خلاف ورزی تو یہ تھی کہ اسے مقررہ و مجوزہ کٹ لائن یا حد سے باہر تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ کٹ لائن ایک ایسا خطہ ہے جو پلاٹ کے نقشے پر دکھایا جاتا ہے اور اس خطہ سے باہر کوئی بھی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ نقشوں میں اس طریقے پر نشانات کا مقصد یہ ہے کہ بڑی سڑکوں و شاہراہوں کو چوڑا کرنے کے امکانات کو محفوظ رکھا جائے۔

کراچی بلڈنگ اور ٹاؤن پلاننگ قواعد کے مطابق بڑی شاہراہوں کو چوڑا کرنے کا مقصد موجودہ شاہراہوں کو ٹریفک کی بھیڑ سے نجات دلانا ہے سڑکوں پر ٹریفک کے تحفظ کو فروغ دینا ہے اور پیدل چلنے والوں کو آسانی فراہم کرنا ہے۔ رہائشی تجارتی و صنعتی ترقی اور رہائش کنندگان کی عمومی فلاح و بہبود بھی مقصود ہوتی ہے اس کے علاوہ بڑھتی ہوئی گاڑیوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھی سڑکوں کو چوڑا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ گلاس ٹاورز بلڈنگ کا وہ حصہ جو مقررہ حد یعنی کٹ لائن سے بڑھ کر بنایا گیا ہے منہدم کردیا جائے۔ اس بات سے قطع نظر کہ بلڈرز نے اس مقدمے کے دوران بلڈنگ کی تعمیر کو مکمل کیا۔

سپریم کورٹ نے اس مقدمے کا فیصلہ کوسٹالیونا کیس کے فیصلے کے ساتھ سنایا۔ کوسٹالیونا کیس میں بڑے قانونی اصولوں کا تعین کیا گیا جن کا حوالہ اس مقدمے میں دیا گیا۔ یہ مقدمہ کسی طرح بھی کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اس میں بھی بعض اہم قانونی اصول طے کئے گئے ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم یہ اصول تھا کہ کٹ لائن کا سختی سے نفاذ کیا جائے۔

کے بی سی اے کا قانونی فرض اور بلڈنگ لائن (کٹ لائن)

آرڈی نینس کے تحت کے بی سی اے کسی بلڈنگ پلان کی منظوری دینے کی اہل ہے۔ چنانچہ کے بی سی اے کی یہ قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ مجوزہ بلڈنگ پلان کی منظوری دیتے وقت کٹ لائن وضاحت کے ساتھ مہیا کرے۔

کے بی سی اے کو ایک بلڈنگ پلان کو منظور کرتے وقت کٹ لائن فراہم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ عمارت کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہیں کی جاسکتی چاہے وہ پہلے سے نافذ ہی نہ کئے گئے ہوں۔

"یہ کہنا کہ پہلے مذکورہ بالا ضوابط کو پرکھا نہیں گیا یا توڑا گیا ہے تو اس غلطی کو بار بار دہرانے کا کوئی جواز نہیں ہے"۔

زمین کے مجوزہ استعمال کی تبدیلی کے باوجود (کہ اسے رہائشی سے تجارتی بنایا گیا) بعض اہم حقائق کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک بڑی شاہراہ پر واقع ایک رہائشی پلاٹ کو تجارتی پلاٹ میں تبدیلی کی ضمانت دی گئی ہے لیکن صورتحال کی تبدیلی کے باعث کسی قانون کی کسی دفعہ یا بلڈنگ بائی لاز ریگولیشنز کی خلاف ورزی کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ نہ ہی یہ ۱۸-۱۷ منزلوں پر مبنی بلند و بالا عمارت کی اجازت کی ضمانت دیتا ہے۔ حکومت یا متعلقہ اتھارٹی عمارت کی منزلوں کی تعداد کے سوال کا فیصلہ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس علاقے میں عوامی خدمات مثلاً پانی، بجلی، گیس، سیوریج لائنوں، سڑکوں و شاہراہوں کی دستیابی کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک مجوزہ عمارت کی تعمیر کی اجازت دیتے وقت یہ خیال بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اس میں کم سے کم منزلیں ہوں تاکہ اس علاقے میں کم سے کم پریشانیاں اور تکالیف پیدا ہوں۔

اسی طرح تجارتی پلاٹ ہونے کی صورت میں عمارت کا پلان مندرجہ شرائط کے بعد ہی منظور کیا جانا چاہئے۔

- مناسب مقدار میں پانی کی دستیابی۔
- مناسب مقدار میں بجلی کی دستیابی۔
- مناسب مقدار میں سیوریج لائنیں۔
- علاقے میں مناسب سڑکیں و شاہراہیں۔
- علاقے کو مدنظر رکھتے ہوئے عمارت کی منزلوں کا تعین کیا جائے اور اس کے مطابق ہی تعمیر کی جائے۔
- مجوزہ عمارت کو علاقے کے لوگوں کے لئے کم سے کم پریشانیوں اور تکالیف کا باعث ہونا چاہئے۔

(قاضی فائز عیسیٰ بیرسٹر ایٹ لاء اور چیئرمین شہری - سی بی ای ہیں)

کے بی سی اے اوورسی کمیٹی ورکشاپ

پاکستان کی سپریم کورٹ کے مکمل بینچ نے حال ہی میں ۱۹۹۶ء کی سول اپیل نمبر ۱۸۸۸ اور ۱۹۹۸ کی سول اپیل نمبر ۷۵۶ اور ۷۵۷ کے بارے میں فیصلے دیئے ہیں۔ جن میں سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء۔ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز اور کراچی ڈیولپمنٹ آرڈر ۱۹۵۷ء کی وضاحت و تشریح کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں پہلے کچھ ابہام پایا جاتا تھا کیونکہ کچھ عدالتی فیصلوں میں نقطہ نظر کا اختلاف موجود تھا۔ حالیہ فیصلوں نے اس مسئلہ کو اس کے درست تناظر میں طے کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

چنانچہ ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا تاکہ سپریم کورٹ کے مذکورہ فیصلوں اور دیگر متعلقہ فیصلوں کے بارے میں اطلاعات و معلومات فراہم کی جائیں اور ان پر بحث و مباحثہ بھی کیا جائے۔

محترمہ عنبر علی بھائی جنرل سیکریٹری "شہری" سی بی ای نے اپنی تعارفی تقریر میں کہا کہ وکلاء' حکام اور عوام کو کوشالیونا اور گلاس ٹاورز کے ان دونوں مقدمات کو سمجھنے اور جانچنے کی ضرورت ہے تاکہ شہر میں زمین کے استعمال اور زوننگ کی خلاف ورزی کے مسئلے پر مستقبل کے حوالے کے لئے عدلیہ کے کردار' فرائض اور دسترس کی مناسب نشاندہی ہو سکے۔

قاضی فائز عیسیٰ چیئرمین شہری سی بی ای نے "تعمیراتی قوانین' قواعد و ضوابط اور دیگر متعلقہ معاملات" کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے شہری ذہن کے استعمال اور زوننگ کے قواعد و ضوابط اور دیگر متعلقہ چیزوں کے قانونی پہلوؤں سے جڑے متنوع مسائل پر بہت تفصیلی روشنی ڈالی۔

سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس ۱۹۷۹ء (ایس بی سی او ۷۹) کی خلاف ورزی کس طرح ہوتی ہے۔ زمین کے استعمال کی تبدیلی کی اجازت دینے کا قانونی طریقہ کار کیا ہے؟ اور کیا شہر کے تعمیراتی منصوبوں پر کام کرتے ہوئے شہری منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی ضرورت ہے؟ جناب عیسیٰ نے مذکورہ تمام موضوعات پر کھل کر بات کی اور ہر کیس میں انہوں نے اعلیٰ عدالتوں کے متعلقہ فیصلوں کا حوالہ دیا۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے کوشالیونا اور گلاس ٹاورز کے مقدمات پر سپریم کورٹ کے دیئے گئے فیصلوں پر بھی بات کی۔ ان فیصلوں کی بدولت مختلف متعلقہ کرداروں مثلاً کے بی سی اے' بلڈرز' خریدار اور شہری معاشرے کے لئے دائرہ کار و حدود کار کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مذاکرے کے شرکاء

قاضی فائز عیسیٰ

جناب قاضی فائز عیسیٰ کے مقالے کے بعد باہم بات چیت کا دور ہوا جس میں تمام شرکاء نے حصہ لیا اور مہمان شرکاء سے سوال پوچھے۔ جن میں معروف شہری جناب اردشیر کاؤس جی، بیرسٹر نعیم الرحمٰن اور محمد حسین (چیف کنٹرولر آف بلڈنگ کے بی سی اے) شامل تھے۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ اور محترمہ عنبر علی بھائی نے بھی کئی سوالات کا جواب دیا اور بحث و مباحثہ میں معاونت کی۔

مسمار کیے ہوئے گلاس ٹاورز

کیا عمارات سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس 1979ء کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر ہو سکتی ہیں

قانون کی تعریف

قانونی منصوبہ بندی، تعمیر کے معیار اور بلڈنگ کنٹرول قیمتوں کی وصولی، بلڈرز اور سوسائٹیوں کی جانب سے عمارات اور پلاٹوں کی فروخت کے لئے پبلسٹی اور صوبہ سندھ میں موجودہ تباہ حال اور خطرناک عمارتوں کے انہدام کو باضابطہ بناتا ہے۔

منصوبے کی منظوری ضروری ہے

دفعہ 6(1)

کوئی بھی عمارت اس وقت تک تعمیر نہیں ہو سکتی جب تک اتھارٹی متعلقہ عمارت کے منصوبے کی منظوری مجاز طریقے پر نہ دیدے اور "کوئی اعتراض نہیں" کا سرٹیفکیٹ جاری نہ کردے۔

اگر منظور شدہ منصوبے کے بغیر تعمیر کی جائے گی یا کسی متعلقہ قانون کی خلاف ورزی پائی گئی تو عمارت کو منہدم کردیا جائے گا

دفعہ 7-اے

جہاں بھی دفعہ 6 کی ذیلی شق ایک کی خلاف ورزی پائی گئی تو متعلقہ اتھارٹی یا اتھارٹی کا نامزد کردہ کوئی افسر عمارت کو سربمہر کرنے یا عمارت کو مکینوں سے خالی کرانے یا بلڈر کی ذمہ داری پر عمارت کو منہدم کرنے کا حکم جاری کرسکتا ہے۔ اگر وہ عمارت عوام کے لئے تعمیر ہوئی ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں ذمہ داری مالک پر آئے گی۔

اگر غیر معیاری یا غیر منظور شدہ سامان استعمال ہوا یا عمارت منظور شدہ نقشے/پلان یا مخصوص ہدایات کے مطابق نہ ہو تو ہدایات جاری کی جاسکتی ہیں، تعمیر کو روکا جاسکتا ہے یا عمارت کو منہدم کیا جاسکتا ہے

دفعہ 11(2)

اگر کسی عمارت کی تعمیر اتھارٹی کے منظور شدہ نقشے پلان یا خصوصی ہدایات کے مطابق نہیں ہوئی ہے یا عمارت میں استعمال ہونے والا کوئی بھی سامان غیر معیاری ہے یا اشتہار میں دیئے گئے معیار یا قسم کے مطابق نہیں ہے تو مجاز اتھارٹی دفعہ 11 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت ہدایات جاری کرسکتی ہے۔ عمارت کی تعمیر کو روک سکتی ہے یا بلڈر کی ذمہ داری پر عمارت کو منہدم کیا جاسکتا ہے۔

عمارت کے ڈھانچے، ڈیزائن اور تفصیلات میں پہلے سے حاصل کردہ منظوری کے بغیر کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی

دفعہ 12(6)

عمارت کے ڈھانچے، ڈیزائن اور خصوصی تفصیلات کی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے۔ اس لئے اس کی منظوری کے بغیر کوئی بلڈر اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں لاسکتا۔

باقی صفحہ ۲۲ پر

شہری کی سرگرمیاں

تعمیراتی ماحول کا تحفظ

عدلیہ کا کردار

ترکی اور تائیوان میں
حالیہ زلزلوں کے باعث جو تباہی و بربادی
ہوئی ہے اس کی سب سے
بڑی وجہ بلند و بالا عمارات کی ناقص تعمیر
تھی' پاکستان میں ایسی
خطرناک صورتحال کے پیدا ہونے کے امکانات
موجود ہیں

گزشتہ دنوں "شہری" نے منصوبہ بندی کے تحت شہری نشوونما و ترقی کو یقینی بنانے میں عدالتوں کے کردار کا جائزہ لینے کے لئے ایک سیمینار کا اہتمام کیا اس کے لئے اسے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کا تعاون حاصل تھا۔ اس سیمینار کی صدارت جناب جسٹس (ریٹائرڈ) سلیم اختر نے کی۔

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) سلیم اختر نے اپنے صدارتی خطاب میں شہر میں منصوبہ بندی کے تحت نشوونما کو یقینی بنانے میں عدالتی عمل کی بندشیں اور دسترس و امکانات پر روشنی ڈالی۔

جناب نورالدین احمد نے کراچی میں رہائشی سیکٹر کی تاریخ پیش کی اور اس عمل میں مختلف متعلقہ کرداروں کے ادا کردہ کردار پر روشنی ڈالی۔

جناب رزاق لویا نے کراچی میں زلزلوں سے ہونے والی تباہ کاریوں کے خطرات کے بارے میں بات کی انہوں نے کہا کہ کراچی شہر ایک فعال سسمک زون میں واقع ہے۔

جناب زین شیخ نے پاکستان میں عوامی دلچسپی کے مقدمات میں اضافے اور متعلقہ مسائل کے بارے میں تفصیلی بحث کی۔

جناب رونالڈ ڈی سوزا نے کہا کہ ابتداء میں کراچی ایک منصوبہ بندی اور بہتر سہولتوں کے ساتھ تعمیر ہونے والا شہر تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ شہری ماحول تنزلی کا شکار ہوا اور برسوں تک لوگ خاموش رہے۔ لوگوں نے شہری ماحول کی تباہی کے خلاف احتجاج نہیں کیا۔ یہ لوگ بھی اتنے ہی موردِالزام ہیں جتنے کہ وہ لوگ جنہوں نے شہر کو تباہ کرنے کے لئے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ گزشتہ تین برسوں میں صورتحال بہت بہتر ہوئی ہے۔ انہوں نے کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی/کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی میں شہری کمیٹیوں کے قیام' عوامی اطلاعاتی کاؤنٹر اور سپریم کورٹ کے عظیم فیصلوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ فیصلے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے تبدیلی کا پتہ چلتا ہے۔

جناب ڈی سوزا نے کہا کہ ان کامیابیوں کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ وکلاء اور ججوں کو ماحولیاتی اور شہری منصوبہ بندی کے قوانین کے بارے میں علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

موجودہ قوانین میں بھی ترامیم کی

جسٹس سلیم اختر

(دائیں سے) زین شیخ، رونالڈ ڈی سوزا، بیرسٹر نعیم الرحمٰن اور قاضی فائز عیسیٰ

ضرورت ہے اور شہری بنیادی ڈھانچے مثلاً سڑکیں، سیوریج اور بجلی کو شہر کے دور دراز علاقوں تک پھیلانے کی ضرورت ہے تاکہ اندرون شہر آبادی کے دباؤ کو کم کیا جاسکے۔

زلزلوں سے نمٹنے کے لئے پہلے سے تیار ہونے کے مسئلے کے بارے میں ڈی سوزا صاحب نے کہا کہ سسمک کوڈ ۱۹۸۴ء پر عملدرآمد نہیں کیا جارہا ہے۔ گارڈن ایسٹ میں گراؤنڈ+ ایک کی جگہ گراؤنڈ+۸ کے ڈھانچے تعمیر کئے گئے جو قطعی طور پر قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب خاموش رہنے والی اکثریت کو کھڑے ہونا چاہئے اور اپنی موجودگی کا احساس دلانا چاہئے۔

بیرسٹر نعیم الرحمٰن نے کوسٹالیونا اور گلاس ٹاور کے مقدمات کے فیصلوں پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ شہری ترقی کے بڑے ترقیاتی منصوبوں کو اختیار کرتے ہوئے یہ بہت ضروری ولازمی ہے کہ شہری منصوبہ بندی کے متعلقہ قوانین، قواعد و ضوابط اور معیارات پر سختی سے عمل کیا جائے۔

اس سلسلے میں انہوں نے زمین کے استعمال کی تبدیلی کے مسئلے کو خصوصی اہمیت دی اور کہا کہ زمین کے استعمال کی غیرقانونی تبدیلی کراچی میں شہری تنزلی کی سب سے بڑی وجہ تھی۔ انہوں نے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کی اجازت دینے کا ذمہ دار بدعنوان سرکاری ملازمین کو

وقت کے ساتھ شہری ماحول تنزلی کا شکار ہوا' برسوں تک لوگ خاموش رہے' انہوں نے اس تباہی پر احتجاج نہیں کیا' یہ لوگ بھی اتنے ہی موردالزام ہیں

ٹھہرایا۔

بیرسٹر نعیم نے جناب اردشیر کاؤس جی اور جناب رونالڈ ڈی سوزا جیسے دردمند شہریوں کے کردار کو سراہتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ کی خدمات بھی اس سلسلے میں قابل تعریف ہیں کہ اس نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ زمین کے استعمال اور زوننگ لاء کی خلاف ورزی نہ ہو۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے ترکی اور تائیوان میں آنے والے حالیہ زلزلوں کی روشنی میں اس سیمینار کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ زلزلوں کے باعث جو تباہی و بربادی ہوئی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ بلند و بالا عمارات کی ناقص تعمیر تھی۔ پاکستان میں ایسی ہی خطرناک صورتحال کے پیدا ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

بقیہ ⇦ فنکار کی موت

آرٹسٹوں اور صحافیوں کے تھے۔

مگر جب ہم وہاں پہنچے تھے تو نہ کوئی آرٹسٹ تھا، نہ صحافی۔ اخبارات میں چھپنے والی یہ خبریں تو ٹیلی فون کے ذریعے حاصل کی گئی تھیں۔ بہت لوگ تعریف کر رہے ہیں۔ وہ بہت نامور مصور تھا۔

بی ایم کی میت کے پاس ایسی گفتگو ہو رہی تھی۔ "مجھے تو معلوم نہیں کہ مردے کو دفنانے کا کیا طریقہ ہے۔ میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا"۔

کسی اور نے کہا "بی ایم ایک بار کہہ رہا تھا میرا یہ اپارٹمنٹ میرے بعد کسی فلاحی ادارے کو دے دینا۔" ایک اور آواز "اسے مرے ہوئے کافی گھنٹے ہوگئے ہیں۔ جلد دفنادینا چاہئے"۔

"چلو میزان یہاں سے چلیں۔" وہاں اور دیر رکنا ناممکن تھا۔

بی ایم کے اسٹوڈیو میں دو ایزلز پر کینوس لگے تھے۔ ایک بالکل خالی تھا۔ ایک ادھوری تصویر۔ بی ایم کی تنہا لڑکی۔

نہ جانے وہ تنہا لڑکی کون تھی۔ جسے وہ عمر بھر بناتا رہا۔ اس نے اس لڑکی کو بڑے روپ دیئے۔ وہ کبھی اس کے ہونٹوں پر پھول بنا دیتا تھا۔ کبھی پھول سے اس کی پیشانی سجا دیتا تھا۔ وہ تنہا لڑکی اب کے زرد لباس پہنے ہوئے تھی۔ سفید پھول کینوس کے خالی گوشے میں رکھا تھا۔

بی ایم عرصہ سے ٹھیک نہیں رہتا تھا۔ لیکن وہ اپنی روش میں کوئی تبدیلی لائے بغیر، ہمت سے جیتا رہتا تھا۔ اپنے منہ سے کبھی نہیں کہتا تھا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ایزل پر خالی کینوس، اس کی زندگی کی خواہش تھی۔ وہ امید تھی کہ میں پہلی تصویر مکمل کرکے اگلی تصویر ضرور بناؤں گا۔ یہی تو اس کی محبت تھی۔ ورنہ کسی نے نہ دیکھا، نہ جانا کہ اس نے کسی سے یا کسی نے اس سے محبت کی ہو۔

نورالدین احمد اور رزاق ٹوپیا

عوامی دلچسپی کی مقدمہ بازی کی ترویج و ترقی

عوامی دلچسپی کی مقدمہ بازی

اس ذریعے کو سوشل ایکشن گروہوں نے معاشرے کے غیر مراعات یافتہ طبقوں کی طرف قانونی اقدامات لانے کے لئے استعمال کیا۔

فورم شاپنگ

شہریوں کے حقوق کے نفاذ کے لئے دو راستے ہیں اول یہ کہ کوئی بھی فرد آئین کی دفعہ 184(3) کے تحت سپریم کورٹ میں اس کی محدود اصل عدالتی اختیار کے تحت براہ راست پٹیشن دائر کرسکتا ہے یا پھر کسی ہائیکورٹ سے آئین کی دفعہ 199 کے تحت اپنے عدالتی اختیار کو استعمال کرنے کے لئے رجوع کرسکتا ہے۔

مسلمہ حیثیت

کیا پٹیشنر واقعی ایک متاثرہ پارٹی ہے؟ یہ سوال ہائیکورٹ کے سامنے لائے جانے والے ایکشن (اعمال) میں آج بھی ایک متعلقہ عامل ہے۔ SENSU STICTU کی ضرورت آئین کی دفعہ 199 کے تحت ہے لیکن مسلمہ حیثیت کی غیر موجودگی افراد کو سپریم کورٹ کے سامنے عوامی دلچسپی کے مقدمات لانے سے نہیں روکتی۔

بنیادی حقوق

بنیادی حقوق کی تعریف بہت وسیع ہے۔ آلودگی سے پاک کا حق بھی بنیادی حقوق کا حصہ ہے۔ زندہ رہنے کے حق میں وہ تمام آسائشیں و سہولتیں بھی شامل ہیں جن سے ایک آزاد ملک کا شہری پورے عزت و وقار کے ساتھ لطف اندوز ہونے کا حق رکھتا ہے۔

سپریم کورٹ نے طریقہ کار کو نرم کیا ہے

سپریم کورٹ نے طریقہ کار میں نرمی اختیار کرکے شہریوں کو اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو اپنے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں آگاہ کرسکتے ہیں۔ ان کے یہ خطوط بعد میں آئینی پٹیشن میں تبدیل کردیئے گئے تاکہ متعلقہ شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔

سوموٹو اختیار سماعت

سپریم کورٹ نے اخبارات میں رپورٹ ہونے والی بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس لیتے ہوئے ازخود کارروائی کی اور سوموٹو اختیار سماعت استعمال کرتے ہوئے ماحول کی گرتی ہوئی صورتحال پر تحفظات کا اظہار کیا۔

علاج و چارہ کار

سپریم کورٹ آئین کی دفعہ 184(3) کے تحت شہریوں کو حاصل بنیادی حقوق کے موثر نفاذ کے لئے کوئی بھی مناسب اور انصاف پر مبنی طریقہ کار/علاج کو وضع کرسکتی ہے۔

زین شیخ

کباڑیے کراچی میں

وسیع پیمانے پر کاٹھ کباڑ کی خرید و فروخت کرنے والے کباڑیے کہلاتے ہیں جو اپنے گوداموں اور دکان سے یہ کاروبار کرتے ہیں۔ کراچی میں ان کی تعداد تقریباً" ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔ زیادہ تر ایک قسم کے پرانے کاٹھ کباڑ میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ جسے وہ نیلامی یا درمیانی ڈیلر سے خریدتے ہیں یا درآمد کرتے ہیں اور پھر اسے مقامی یا پاکستان میں کسی بھی جگہ ری سائیکلنگ پلانٹس کو دوبارہ فروخت کرتے ہیں۔ کچھ کباڑیے ایسے بھی ہیں جو خود ہی ری سائیکلنگ کرتے ہیں۔

ایکٹوازم

شہری منصوبہ بندی کے قوانین کا نفاذ عدلیہ نے اپنا فرض ادا کیا

ایم نعیم الرحمٰن

کوسٹا لیونا اور گلاس ٹاورز کے مقدمات کو اس وقت اور بھی پذیرائی ملتی

اگر یہ تسلیم کرلیا جاتا کہ شہروں کی منصوبہ بندی مناسب طریقے پر کی جانی ضروری ہے اور اس امر کو یقینی بنانا کہ عمارات کی تعمیر اس طرح نہ ہوں کہ وہ بے ہنگم نظر آئیں۔ رہائشی و تجارتی علاقے ایک دوسرے میں ضم نہ ہوں اور یہ کہ کافی تعداد میں باغات ہوں اور وہ تمام دوسری آسائشی و تفریحی سہولتیں مناسب مہیا ہوں جو متعلقہ مخصوص علاقوں کے لئے لازمی و ضروری ہوتی ہیں۔

ترقیاتی اسکیموں کا سب سے اہم اور بڑا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ لوگ رہائشی علاقوں میں مناسب امن و سکون اور خاموشی کے ساتھ آرام سے رہائش پذیر ہوں اور ان علاقوں میں مناسب آسائشیں و سہولتیں بھی موجود ہوں۔ کم گنجان علاقے اور تجارتی علاقوں کا تعین کیا گیا ہے۔ انہیں زیادہ سہولتوں اور عمارات کے زیادہ ارتکاز کی ضرورت ہے۔

اگر ایک علاقہ کی منصوبہ بندی کم گنجان علاقے کی حیثیت سے ہوتی ہے اور وہاں اضافی سہولتوں و آسائشوں کی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے پھر وہاں ایک دوسرے کے نزدیک بلند و بالا عمارات تعمیر کرلی جاتی ہیں تو ہر قسم کے نقصان دہ نتائج ابھر کر سامنے آئیں گے۔

عمارات کے نتیجے میں پانی کی کمی واقع ہوگی، گٹر ابلیں گے، بجلی کی ترسیل اور بلدیاتی خدمات کا سلسلہ بار بار منقطع ہوگا، سڑک پر ٹریفک کا دباؤ زیادہ ہوگا، فضا میں دھواں پھیلے گا اور ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوگا جس سے علاقے کے لوگوں کی صحت پر نقصان دہ اثرات مرتب ہوں گے۔

۱۹۵۷ء کے کے ڈی اے آرڈر نمبر ۵۔ سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس

> ترقیاتی اسکیموں کا سب سے بڑا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ لوگ رہائشی علاقوں میں امن و سکون سے رہیں ان علاقوں میں مناسب آسائشیں اور سہولتیں موجود ہوں

۱۹۷۹ء اور کراچی ٹاؤن پلاننگ اینڈ بلڈنگ ریگولیشن ۱۹۷۹ء اچھے قوانین ہیں جو منصوبے کے تحت ترقیاتی اسکیموں کے مطابق علاقوں کی ترقی و بہتری کو یقینی بنانے کے لئے وضع کیے گئے۔

بد قسمتی سے ادارہ ترقیات کراچی اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی میں بدعنوانی اور بیرونی سیاسی دباؤ کے باعث موجود ترقیاتی اسکیمیں بری طرح متاثر ہوئیں اور مذکورہ نقصان دہ اثرات ابھر کر سامنے آگئے۔

سپریم کورٹ نے اب دو بہت ہی اہم فیصلے سنائے ہیں جو کوسٹا لیونا اور گلاس ٹاورز مقدمات کے بارے میں تھے۔ موخرالذکر کو ایس سی ایم آر میں صفحہ نمبر ۲۰۸۹ پر رپورٹ کیا گیا ہے۔

ان دونوں فیصلوں میں کہا گیا ہے کہ ترقیاتی قواعد و ضوابط پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے اور ان سے انحراف کرنے کی اجازت ہرگز نہ دی جائے۔ سخت قوانین کے ذریعے انہیں تحفظ دیا جائے۔

اگر ایک پلاٹ قانونی طور پر تبدیل کیا جائے تو ایسا کرنے سے پہلے مناسب سہولتوں کی بہم رسانی کو یقینی بنایا جائے اور زمین کے استعمال کی تبدیلی پر عملدرآمد سے پہلے مناسب نوٹس دینا ضروری ہے کسی بھی صورت میں سہولتیں اور آسائشیں اب کبھی تبدیل نہیں ہوسکیں گی۔

اگر ایک عمارت میں ایک یونٹ کا خریدار اس خریداری سے پہلے یہ تمام معلومات حاصل نہیں کرتا کہ آیا عمارت قانون کے مطابق تعمیر ہوئی یا نہیں تو نتائج کا ذمہ دار وہ خود ہوگا کیونکہ عمارت کو اگر غیر قانونی قرار دیا گیا تو پھر اسے اپنا خریدا ہوا یونٹ نہیں مل سکے گا وہ یونٹ کی خریداری کے مد میں دی گئی اپنی رقم بلڈر سے ہی حاصل کرسکتا ہے۔

اچھی خبر یہ ہے کہ اب عدالتیں اس حقیقت کے بارے میں زیادہ شعور آگاہی و ادراک رکھنے لگی ہیں کہ انہیں عوام کے وسیع تر مفادات میں کام کرنا ہوگا۔ پھر بھی کوئی غیر دانشمند اور معصوم خریدار نقصان اٹھاتا ہے تو اس کی وجہ بلڈر کی بددیانتی اور متعلقہ حکام کی بدعنوانی ہے۔

ایم نعیم الرحمٰن۔ بیرسٹرایٹ لاء

رونالڈ ڈی سوزا

مستقبل میں شہری اقدامات کا تعین

عدلیہ کے حالیہ فیصلے اور حکومت کے خوشگوار رد عمل پر شہریوں کی خوش امیدی بجا ہے

- کوسٹا لیونا اور گلاس ٹاورز مقدمات میں سپریم کورٹ کے سنگ میل فیصلے۔
- سندھ ہائیکورٹ میں تعمیراتی ماحول کے مسائل میں بڑھتی ہوئی آگاہی اور گرین بینچوں کی تشکیل۔
- کے ڈی اے کی گورننگ باڈی اور کے بی سی اے اور سی کمیٹی میں ماحول دوست شہری نمائندگی کا قیام۔
- کے بی سی اے میں عوامی اطلاعاتی د معلوماتی کاؤنٹر' منصوبوں اور دستاویز تک پہنچ' اخبارات کے ذریعے عوام کی تعلیم اور باقاعدگی کے ساتھ معلومات کی فراہمی وغیرہ کے ذریعے کسی حد تک شفاف کارکردگی قائم کی گئی۔
- موجودہ قوانین کا بہتر نفاذ مثلاً زمین کے استعمال کی تبدیلی کا طریقہ کار غیر قانونی تعمیر کے مسئلہ سے نمٹنا' صوابدیدی اختیارات میں کمی وغیرہ۔

موثر طریقے پر نمٹنے کے لئے لاتعداد مسائل باقی ہیں

- عدالت کے احکامات اور طریقہ کار کی جان بوجھ کر غلط تشریح اور ان کا غلط استعمال۔
- عوامی دلچسپی و مفاد کی مقدمہ بازی اور ماحولیاتی معاملات پر عدلیہ کی تعلیم۔
- مستقبل کی نسل کے لئے ماحول کے تحفظ میں شہریوں کی خاموش اکثریت کی شمولیت۔
- زمین اور عمارات سے متعلق قوانین اور قواعد و ضوابط کی ترقی و درجات میں بلندی۔
- تمام میدانوں میں معلومات تک پہنچ میں زیادہ آزادی۔
- شہر کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے سہولتوں و آسائشوں اور بنیادی ڈھانچے کو استحکام دینے والے ایک مناسب ماسٹر پلان کی تیاری و نفاذ۔

زلزلے کی تباہ کاریوں کے شعور کو اجاگر کرنا

- تائیوان اور ترکی میں ہونے والے حالیہ واقعات و تجربات۔
- کراچی میں انتہائی ناقص مسمک بلڈنگ کوڈ کی تعمیل۔
- کوئٹہ میں آنے والے ۱۹۳۵ء کے زلزلے کا تجربہ اور اس کے نتائج۔
- موجودہ خطرناک عمارات کے لئے پالیسی اور مستقبل کی تعمیرات۔

تعمیر شدہ ماحول کے قانونی وارث اور مالک ہونے کی حیثیت سے شہریوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسے تحفظ اور تقویت دیں

- شیئر ہولڈر بنیادی طور پر شہری اور شہر کے رہائشی ہیں۔
- عوامی خدمت گاروں (پبلک سرونٹس) کو شہریوں کے حقوق اور ماحول کی دیکھ بھال کے لئے پابند کیا جائے۔
- شہریوں کی زندگی سے جڑے ہوئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو اس بات کو یقینی بنانے کے لئے عدالتوں کا سرگرم ہونا بہت ضروری ہے۔

رونالڈ ڈی سوزا (شہری سی بی ای)

زلزلے سے ہوشیار

بلوچستان ہائیکورٹ کی ایک ڈویژنل بینچ ((3) صفحہ نمبر14) نے زلزلوں کے آنے کے امکانات کا عدالتی نوٹس لیا ہے۔

"اگر ایسی عمارتوں کی تعمیر کی اجازت دی گئی تو کوئٹہ کی آبادی کو انتہائی خطرناک تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا جائے گا کیونکہ خدا معاف کرے اونچے درجہ کے زلزلے کا جھٹکا شہر کو زمین بوس کر سکتا ہے"۔

سپریم کورٹ نے اس فیصلے کے خلاف دائر کی جانے والی اپیل خارج کردی۔

شجاع الدین قریشی کے لئے
آئی یو سی این کا ایوارڈ

گزشتہ دنوں جنوب مشرقی ایشیا کے لئے رائٹرز آئی یو سی این میڈیا ایوارڈ ایک پاکستانی صحافی نے حاصل کیا۔ مقابلہ سخت تھا لیکن شجاع الدین قریشی کے مضمون "دی لاسٹ آف موہناس" نے رائٹرز۔ آئی یو سی این کا جنوب اور جنوبی مشرقی ایشیا کے لئے ایک میڈیا ایوارڈ حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کا اعلان آئی یو سی این کی ریجنل ڈائریکٹر برائے ایشیا محترمہ ابان مارکر کبراجی نے ایک سادہ سی تقریب میں کیا۔

ان ایوارڈز کو رائٹرز فاؤنڈیشن اور آئی یو سی این نے اپنی پانچویں سالگرہ کے موقع پر گزشتہ برس قائم کیا تھا۔ اس کا مقصد پرنٹ میڈیا میں ماحولیاتی رپورٹنگ کو فروغ دینا ہے تاکہ جامع سائنسی ڈیٹا اور مہارت پر مبنی اعلیٰ ترین معیاری و معلوماتی رپورٹنگ کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

اس ایوارڈ کے قیام کے خیال میں اردن کی ملکہ نور کے بعض ریمارکس نے مہمیز کا کام دیا جو انہوں نے فرانس میں گزشتہ نومبر میں پانچویں سالگرہ کی تقریبات کے موقع پر ادا کئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بڑھتے ہوئے ماحولیاتی خطرات کے بارے میں عوامی دلچسپی کو پیدا کرنے اور اسے برقرار رکھنے میں صحافیوں اور میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ماحول کے تحفظ کے لئے کام کرنے والوں کو اپنے علم میں میڈیا کو شریک کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ صحافیوں کو ماحولیاتی خبروں کو لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کرنے والے مسائل سے جوڑنا چاہئے۔

اس ایوارڈ کو جیت کر جناب قریشی نے رائٹرز فاؤنڈیشن کی علاقائی ورکشاپوں میں سے ایک میں اپنے لئے جگہ بنائی ہے۔ انہوں نے نیروبی کی ایک فنکارہ نینسی کروز کی ڈیزائن کردہ ایک ٹرافی بھی حاصل کی ہے۔ انہوں نے ماحول کے بین الاقوامی مقصد میں شرکت کی غرض سے آئی یو سی این کو اپنی خدمات مفت فراہم کی ہیں۔

جنوب اور جنوبی ایشیا کے دفتر کو ۷ ممالک کے ۴۱ صحافیوں کے کل ۱۸۵ مضامین موصول ہوئے تھے۔ ان ممالک میں ہانگ کانگ، انڈیا، جاپان، ملائشیا، پاکستان، تھائی لینڈ اور ویت نام شامل تھے۔ مضامین کو ان کے تحقیقی معیار، مواد، موضوع کی اصلیت، تبدیلی لانے کی اہلیت بڑے مسائل کے ساتھ ماحولیات کے موضوع کو منسلک کرنا اور عوامی اثر و مقبولیت مہیا کرنے کی اہلیت کی بنیاد پر جانچا گیا ہے۔

جناب قریشی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان کا یہ مضمون ماہنامہ نیوز لائین کے جون ۱۹۹۹ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون سندھ میں منچھر جھیل میں بود و باش اختیار کئے ہوئے ماہی گیروں کو درپیش مسائل و مشکلات کے بارے میں ہے۔ جھیل کا ماحول برسوں سے روبہ تنزل ہے۔ جس کی وجہ سے ماہی گیر اپنے واحد ذریعہ معاش سے محروم ہو رہے ہیں۔

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- میڈیا اور رسوخی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
- تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم نہیں) کرنا چاہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

ش۔ فرخ

ہجوم میں تنہا فنکار کی موت

وہ ہمیشہ سے اکیلا تھا۔ لیکن خود کو بہت سے لوگوں میں گھیرے رکھتا تھا۔ بہانے تلاش کرتا تھا کہ وہ کیسے شہر کے اچھے اچھے لوگوں کو جمع کرے۔ مصور، صحافی، فن پرست، شہر کے باثروت لوگ، مرد عورتیں، روشن چہروں والے لڑکے لڑکیاں۔ اس کی سالگرہ ہو، نئے سال کی شام ہو یا کوئی اور موقع۔ بی ایم ان کو جی بھر کے کھلاتا پلاتا تھا۔ پی ای سی ایچ ایس کے بلاک ۶ میں واقع اس کے گھر کے سامنے کاروں کی لمبی قطاریں ہوتی تھیں۔ لان میں خوش لباس، خوش رو افراد کی کہکشاں سجی ہوتی تھی۔

سی ویو پہنچے۔ میزان نے کہا یہی ان کا فلیٹ ہوگا۔ بہت سی کاریں کھڑی ہیں۔ نہیں میزان۔ یہ کاریں کسی اور کے لئے ہوں گی۔ آگے چلتے ہیں۔ میرا خیال ہے بشیر مرزا کا اپارٹمنٹ یہاں نہیں ہے۔

بی ایم جرمنی سے لوٹا تھا۔ مجھے اس کا انٹرویو لینا تھا۔ وہ پی ای سی ایچ ایس میں پے انگ گیسٹ کے طور پر رہ رہا تھا۔ لمبے لمبے بال رکھے۔ ڈھیلی ڈھالی پتلون پہنے اس شخص سے بوہیمیت جھلک رہی تھی۔ بی ایم نے ایک گیلری قائم کی۔ لیکن وہ گیلرسٹ نہ بن سکا۔ اس کے اندر خوشحال زندگی گزارنے کی ایک آرزو تھی۔ وہ ایڈورٹائزر بن گیا۔ اس دوران اس نے جو کمایا لوگوں کو کھلا پلا دیا۔ بی ایم پھر سے صرف ایک مصور بن گیا۔ حالانکہ اس نے کبھی مصوری کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن اسے یہ احساس بھی رہا کہ ایک فنکار اپنے پلاٹ کے الاؤ کو ٹھنڈا نہیں کرسکتا۔

میں کسی کام سے پریس کلب گئی تھی۔ ایک تقریب میں جانے سے پہلے میں یکسوئی سے کچھ لکھنا چاہتی تھی۔ وہی میز تھی۔ مجھے اطلاع دی گئی "بی ایم مرگیا" بی ایم مرگیا!! میرے کانوں میں آواز گونج رہی۔ پریس کلب میں افطار کا انتظام کیا جارہا تھا۔ میں نے ایک ساتھی سے کہا۔ بی ایم مرگیا ہے۔ خبر نوٹس بورڈ پر لگوا دو۔ خبر لگ گئی تھی۔ کلب کی چہل پہل بڑھ رہی تھی۔ کوئی نوٹس بورڈ کی طرف دھیان نہیں دے رہا تھا۔ مجھے اس جمگھٹے میں صرف ایک شخص نظر آیا۔ جو بی ایم کے ساتھ فن کے رشتے سے جڑا ہوا تھا۔ میزان کو لے کر میں بی ایم کے گلیکسی اپارٹمنٹس کی طرف چلدی۔

بی ایم آسٹریلیا میں کچھ عرصہ پاکستانی سفارتخانے میں کلچرل اتاشی رہنے کے بعد پاکستان لوٹا تو لوگوں کو آوازیں دیتا رہا وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی سالگرہ منانے کا اہتمام کیا۔ فون پر اصرار کررہا تھا کہ تم ضرور آنا۔ وہ شہر بھر کے ساتھ اپنے روابط بحال کرنا چاہتا تھا۔ وہ حال ہی میں اپنے نئے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہوا تھا۔ گلیکسی اپارٹمنٹس کی گیارہویں منزل پر بی ایم کے نئے گھر پہنچے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ یعنی وہ سب لوگ جو ہمیشہ وہاں نظر آتے تھے۔ جو کوئی تھا۔ عجب طرح کا تھا۔ عزت دار لوگوں نے منہ موڑ لیا تو بی ایم نے اپنے گرد بچے کھچے افراد سے کہا۔ جہاں سے مرضی لاؤ۔ کچھ کرو۔ لوگ آنے چاہئیں۔ گھروں میں رہنے والے نہیں آتے تو بازار سے لے آؤ۔

بی ایم کو سب نے چھوڑ دیا تھا۔ کوئی اسے اپنے گھر پر نہیں بلاتا تھا۔ اس شام کچھ دوست جمع تھے۔ بی ایم کا فون آگیا آواز آئی۔ "کہیں وہ یہاں تو نہیں آرہا؟" میں خود ایسے ہی لوگوں میں شامل تھی۔ اس نے پچھلی بار، یہی کچھ ماہ قبل، دعوت دی۔ کوئی نہ گیا۔ میں بھی نہیں۔ وہ پریس کلب میں لنچ کے وقت آگیا۔ ہم کچھ لوگ ایک میز پر بیٹھے تھے۔ وہ بھی کرسی کھینچ کر ہماری میز پر آگیا۔ ہاں بی ایم کیسے ہو؟ پھر ہم آپس میں بات کرتے رہے۔ بی ایم کو بولنے کا موقع نہ دیا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا، چلا گیا۔ وہ اس روز آخری بار ملا تھا۔

کسی نے کہا میں بی ایم کے ہاں گیا تھا۔ ایک امدادی شو کے لئے اس کی تصویر لینے۔ میں اس پر چلائی "جی ہاں، بی ایم نے تصویر دے دی ہوگی۔ اس کی تصویر بہت مہنگی بکے گی۔ اس نام نہاد فلاحی اداروں کو ان موقعوں پر فنکار یاد آتے ہیں کہ مفت میں تصویریں دیں۔ صحافی یاد آتے ہیں کہ مفت میں ان کے بارے میں لکھیں۔ ارے بھئی انہیں بھی پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بی ایم تو دل کا بادشاہ ہے۔ اس نے انکار نہیں کیا ہوگا"۔

اس نے جواب دیا "ہاں۔ بی ایم یہی کہہ رہا تھا۔ جو پسند آئے لے جاؤ میں جب تک زندہ ہوں، اس وقت تک کے لئے میرے پاس پیسے ہیں"۔

میں جب یہ سطور لکھ رہی ہوں۔ کچھ لوگ بی ایم کے جسد خاکی کو ایدھی کے سردخانے سے اٹھا کر مٹی میں دبا آئے ہوں گے۔

کل۔ ۵ جنوری کو عین اس وقت بی ایم جس بستر پر سیدھا سیدھا لیٹا ہوا تھا وہ ٹھنڈا ہوگیا تھا۔ وہ رات گئے پریس کلب سے لوٹا تھا تو اسے قطعی یہ علم نہ ہوگا کہ وہ صبح نہیں اٹھے گا۔ اس کے اسٹوڈیو میں ایزل پر لگی ہوئی ادھوری تصویر کو وہ پورا نہیں کرسکے گا۔

سیکورٹی گارڈ نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ آئے ہیں۔ کون ہیں یہ لوگ۔ اچھا رشتے دار ہیں۔ یہ گزشتہ کئی برسوں سے کبھی نظر نہیں آئے تھے۔ چند ماہ قبل بی ایم اسپتال میں پڑا تھا۔ اس کے بستر کے قریب کچھ کارڈ رکھے تھے۔ لیکن وہ

باقی صفحہ ۱۰ پر